ڈاکٹر نزہت عباسی
استاد شعبہ اردو، گورنمنٹ عبداللہ کالج برائے خواتین، کراچی

سرسید تحریک کے ابتدائی خواتین ناول نگاروں پر اثرات

The Impects of Sir Syed Movement on the Early Female Novelist

The effects of sir syed movement` were far reaching on educational, literary, social and reforming aspectst. The Urdu novel was also begun as a result of these effects. Molvi Nazeer Ahmed and Allama Rashid ul Khairi wrote reforming novels.The women novelest also appeare in great numbers at that time. They women novelist created awareness umong women regarding the modern education and brought reformes in them. The well known women novelist in that era Rashidat un nisa, Muhammadi Begam, Jameela Begam, Nazr Sajjad Hyder ext are on the top of the list. All these pointes have been discussed elobrately in this research article.

Keywords: Effects, Movement, Literary, Reforming, Awareness, Elobrately.

(۱)

سرسید احمد خان کی تحریک ہندوستان کے دورِ بیداری کا ایک اہم حصہ تھی۔ جس نے مسلمانوں کو حالات کا ساتھ دینا، وقت کے تقاضوں کو سمجھنا اور مایوسی کے چنگل سے نکلنا سکھایا تھا۔ ان کی اصلاحی تحریک نے طرز کہن پر اڑنے اور تعلیم نو سے ڈرنے سے مسلمانوں کو بچایا تھا۔ سرسید کی اصلاحی تحریک کے اہم مقاصد میں مسلمانوں میں تعلیم کا شعور پیدا کرنا، اسلامی اقدار کی بقاء واحیاء، مسلمانوں کی تہذیب و ثقافت کی حفاظت اس کا ارتقاء، علوم جدیدہ کا حصول، قومی و ملکی آزادی کا شعور، سیاسی و ملکی امور میں مسلمانوں کے حقوق کا تعین اور اس کی حفاظت اور سب سے بڑھ کر اردو زبان وادب کا فروغ۔ یہ سرسید تحریک کے بنیادی مقاصد تھے۔

سرسید احمد خان کی تحریک کے ہمہ گیر اثرات تھے ہر شعبہء زندگی اور صنف ادب پر اس کے اثرات مرتب ہوئے۔ خاص طور پر ناول نگاری کی صنف میں ڈپٹی نذیر احمد علامہ راشد الخیری وغیرہ نے سرسید تحریک کے اصلاحی مقاصد کے تحت ناول لکھے۔ معاشرتی اصلاح اور خواتین کی اصلاح ان ناولوں کا معیار اور مقصد تھی۔ ان ناولوں میں اس زمانے کے حالات، سماجی زندگی کی مشکلات، مسائل اور تعلیم و تربیت کی اہمیت کو پیش کرنا تھا۔ وہ

معاشرہ بنیادی طور پر ایک روایت پسندہ معاشرہ تھا جس میں پرانی اقدار کو حرز جاں بنا کر رکھا جاتا تھا۔ خواتین کے معاملے میں وہ معاشرہ ابھی تک فرسودہ خیالات کا حامل تھا۔ نذیر احمد نے خاص طور پر تعلیم نسواں کیلئے ان ناولوں کو ذریعہ بنایا۔ وہ طبقہ نسواں میں تعلیم کی اہمیت اجاگر کرنا چاہتے تھے اور ان کی ظاہری و باطنی سیرتوں کی اصلاح چاہتے تھے۔ گھریلو زندگی میں ان کی فہم و فراست کے قائل تھے۔ اس وقت تعلیم نسواں کے تصورات ہندوستان میں خیالات کی تبدیلی کا باعث بن رہے تھے۔ اس دور میں جب خواتین نے ناول لکھنے کا آغاز کیا تو ان کے سامنے نذیر احمد کے اصلاحی ناول تھے۔ ابتدائی خواتین ناول نگار اس سے متاثر تھیں۔ اس دور میں خواتین کیلئے ناول اور افسانے لکھنا کسی حد تک معیوب سمجھا جاتا تھا۔ یہی وجہ ہے خواتین ادیب فرضی ناموں سے لکھا کرتی تھیں۔ خواتین کی افسانوی ادب میں شمولیت انیسویں صدی کی آخری دہائی میں ہوتی ہے۔ اس وقت سرسید تحریک کے زیر اثر نیا نظام زندگی ہندوستان میں جنم لے چکا تھا۔ سماجی، سیاسی، تہذیبی، اخلاقی، تعلیمی اور ادبی سطح پر تبدیلیاں رونما ہو رہی تھیں۔ آزادی نسواں کی تحریک جو ایشیاء تک پہنچ چکی تھی اس کے اثرات بھی پڑ رہے تھے اور پھر ڈپٹی نذیر احمد اور راشد الخیری کے ناولوں نے ایک نیا راستہ اپنایا۔ بقول امۃ الباری:

> "عورتوں کی وکالت کا جو کام نذیر احمد اور ان سے متاثر ہو کر دوسرے مردوں نے اپنایا تھا اسے عورتوں نے خود شروع کیا اور اس طرح وہ قصے سامنے آنا شروع ہوئے جنہیں ناول کی ابتدائی اور خام صورت کہنا چاہئے"۔ (۱)

ان خواتین نے خواتین کے مسائل پر اور ان کی اصلاح کیلئے ناول لکھے اور اس کا حق ادا کر دیا۔ بیسویں صدی کے ابتدائی حصے میں تعلیم یافتہ خواتین نے اس ضمن میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا، خواتین پر ہونے والے ظلم اور ناانصافیوں پر قلم اٹھایا۔ تعلیم نسواں کی اہمیت اور پردے کی بے جا پابندیوں کو موضوع بنایا۔ اپنے حقوق کیلئے آواز بلند کی۔ مختلف رسائل مثلاً تہذیب نسواں، خاتون اور عصمت جاری ہوئے۔ متعدد اصلاحی انجمنیں بھی قائم ہوئیں یعنی سرسید کی اصلاحی تحریک آزادی نسواں اور حقوق نسواں کی تحریکوں کے ساتھ ہی خواتین ناول نگاروں نے پورے شعور کے ساتھ قدم رکھا اور اسے اصلاح کا بہترین ذریعہ جانتے ہوئے اس رجحان کو عام کیا۔ خواتین کے مسائل اور ان کی اصلاح کے ساتھ ساتھ ان کے احساسات و جذبات، نفسیات، کیفیات اور زبان و بیان کی بھی کئی جہات سامنے آتی ہیں۔

"اردو کی پہلی ناول نگار خاتون رشیدۃ النساء ہیں۔ وقار عظیم نے اپنے مقالے "اصلاح النساء ۱۸۸۱ کا ایک ناول" میں بھی اسے خواتین میں سب سے پہلا لکھا جانے والا ناول قرار دیا"۔[۲]

(۲)

رشیدۃ النساء نے نسوانی معاشرت کی اتنی بھرپور عکاسی کی ہے کہ ان کے زور بیان قوت مشاہدہ کی بے ساختہ تعریف کرنے کو دل چاہتا ہے۔ ڈاکٹر سید مظفر اقبال اپنی کتاب "بہار میں اردو نثر" میں لکھتے ہیں:

"اصلاح النساء کا موضوع اور مقصد اس کے نام سے ظاہر ہے مصنفہ نے دیباچہ میں اس کی وضاحت کرتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ چند عورتوں نے مسلم گھرانوں میں عورتوں کی جہالت اور بے ہودہ رسوم کا ذکر ان سے کیا اور جب انہوں نے نے ان باتوں کا تجزیہ منطقی انداز میں کیا تو لوگوں نے بہت تعریف کی اور ان سے فرمائش کی کہ ان باتوں کو نصیحت کے طور پر لکھ ڈالیں"۔[۳]

رشیدۃ النساء خود اس ناول کے بارے میں لکھتی ہیں:

"ہم کو بھی خیال ہوا کہ ایسی کتاب لکھیں جس میں ان رسموں کا بیان ہو جس کے باعث صدہا گھر تباہ ہو گئے اور جو باعث فضول خرچ اور فساد ہے"[۴]

اس ناول کے لکھنے کا مقصد یہی تھا کہ ہندوستانی عورتوں اور بچیوں کی خصوصاً اخلاقی، ذہنی اور معاشرتی تربیت کی جائے اور مشرقی تہذیب کے پس منظر میں ان مسائل کو موضوع بنایا جائے جو اس وقت درپیش تھے۔ کم علمی اور جہالت کی وجہ سے پیروں، فقیروں، تعویز گنڈوں پر عورتیں اندھا اعتقاد رکھتی تھیں۔ جس کے اثرات ہندوستان کی قومی حالت پر پڑ رہے تھے۔ سرسید بھی اپنے کئی مضامین میں فضول معاشرتی رسموں کی مذمت کر چکے تھے اور قوم کو ان رسم و رواج کی پابندی کے نقصانات سے آگاہ کر چکے تھے۔ یہ خواتین نئی ہونے والی تبدیلیوں کو قبول کرنے سے گریزاں تھیں۔ نئی تعلیم کو خرابیوں کا باعث سمجھتی تھیں۔ بے عقلی اور کم علمی نے زندگیوں کو عذاب بنا دیا تھا۔ عورت جو گھر میں محدود محض گھر کے کام کاج اور بچوں کے مسائل میں الجھی رہتی۔ اس کی سوچ بھی اس دائرے میں گھومتی۔ رشیدۃ النساء نے بھی اصلاح النساء میں مسلم گھرانوں کی بے ہودہ رسومات و توہمات کا خاتمہ کرنے کا شعور بیدار کرنے کی کوشش کی ہے۔

ایک بار شادی کے موقع پر مامائیں جب بلند آواز میں اللہ میاں کا گیت گاتی ہیں تو یہ کفر اور شرک کے کلمات سن کر ناول کا ایک کردار کریمن سے رشیدۃ النساء نے یوں مذمت کرائی ہے۔

"کریم النساء آہستہ سے بولی کہ جب تم کو دین وایمان کی خبر نہیں تو اللہ میاں کو کوٹھے پر بٹھاؤ جو چاہو بناؤ اور جا کر سو رہیں"۔ (۵)

وزیرن کا کردار مصنفہ نے ایسی عورتوں کو سامنے رکھ کر تخلیق کیا جو جاہل اور توہم پرست عورتوں کو چکنی چپڑی باتوں میں پھنسا کر انہیں جھوٹے پیروں فقیروں کے دام میں لے آتی ہیں اور ان سے مال بٹورتی ہیں۔ اسی طرح جہیز کے مسئلے کو بھی انہوں نے بڑی دل سوزی سے چھیڑا ہے اور اس رسم کے خلاف آواز اٹھائی ہے۔ اصلاح النساء میں عورتوں کی قدامت پسندی اوراس کے نقصانات کا بیان ہے۔ بیگم بسم اللہ ہر کام کیلئے نذر دینا اور ٹونے ٹوٹکے کا سہارا لیتی ہے۔ ہر بات پر پیر سے مشورہ لیا جاتا ہے۔ بچے کی پیدائش پر زائچہ بنوایا جاتا اور فال لکھوائی جاتی اس پر ہزاروں روپے خرچ کیے جاتے۔ بچے کی بیماری پر بھی تعویز گنڈے کا سہارا لیا جاتا ہے اس کا علاج نہیں کروایا جاتا۔

رشیدۃ النساء کے ساتھ ہی ان کی ایک ہم عصر محمدی بیگم کا نام نظر آتا ہے جو تہذیب نسواں کی ادارت بھی کرتی تھیں۔ انہوں نے بھی خواتین کی اصلاح اور گھریلو امور میں تربیت کیلئے ناول لکھے، ان کے ناولوں میں صفیہ بیگم، آج کل اور شریف بیٹی شامل ہیں۔ "صفیہ بیگم" میں محمدی بیگم نے مسلمان گھرانوں میں ہندو معاشرت کے میل جول سے پیدا ہونے والی رسم بچپن کی منگنی کے برے نتائج کو بیان کیا ہے۔ یہ ایک خلاف شریعت اور سماجی برائی کے طور پر سامنے آتی ہے۔ مصنفہ نے صفیہ بیگم کی صورت میں ہندوستان کے مسلم گھرانوں کی ہزاروں لڑکیوں کی ترجمانی کی ہے جو خاندانی روایتوں اور غلط رسموں کی قربان گاہ پر قربان کر دی جاتی ہیں۔ مصنفہ نے بڑی روشن خیالی کا مظاہرہ کیا ہے اور شادی بیاہ کے معاملات میں لڑکیوں کی پسند، رائے اور مرضی کو اہمیت دی ہے۔

اس دور میں خاتون کا ناول شوکت آراء(۱۹۷۱)، ا۔ ض۔ حسن بیگم کا ناول "روشنک بیگم (۱۹۲۰) ، ضیا بانو کے فغان اشرف، فریب زندگی اور انجام زندگی(۱۹۲۵) شائع ہوئے۔ عباسی بیگم کا ناول زہرہ بیگم (۱۹۳۵) ، حمیدہ سلطان مخفی کا ناول ثروت آرا بیگم (۱۹۴۲)، صغرا ہمایوں کا سرگزشت ہاجرہ(۱۹۲۹) بیگم شہنواز کا حسن آراء طیبہ بیگم کا حشمت النساءاور تراب علی سدید کا بیاض سحر وغیرہ اہم ناول ہیں۔ یہ ناول معاشرے کی بھلائی اور خصوصاً خواتین کی اصلاح وترقی کیلئے لکھے گئے زیادہ تر کرداری ناول ہیں۔ سماجی و تہذیبی زندگی کی حقیقت پسندانہ عکاسی کی گئی۔ صاف ستھری اور عام روزمرہ بول چال کی زبان ان ناولوں کی خصوصیت ہے۔ مقصدیت کی وجہ سے کہیں ان ناولوں کی زبان بوجھل نہیں بلکہ ہر جگہ دلچسپ انداز بیان نظر آتا ہے۔ لڑکیوں کی تعلیم، اصلاحِ معاشرہ، فرسودہ رسومات کا خاتمہ، معاشرتی پابندیاں، شادی کے بارے میں آزادی رائے، اولاد کی تربیت وغیرہ جیسے مسائل ان

ناولوں میں پیش کئے گئے ہیں اور جدید تعلیم کے بھی فوائد کئی جگہ بتائے گئے ہیں۔ خاص طور پر وہ رسومات جو پیدائش سے لے کر موت تک جاری رہتی ہیں ان کا موضوع ہے۔ اس دور کے لحاظ سے یہ خیالات بہت ترقی پسندانہ تھے۔ وقار عظیم لکھتے ہیں:

"یہ عکس جس کامیابی اور خوب صورتی سے عورتوں کے لکھے ہوئے ان قصوں اور ناولوں میں نمایاں کیا گیا ہے اتنا مجموعی حیثیت سے مردوں کے لکھے ہوئے ناولوں میں نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو مظاہر بڑی حد تک گھر کی چار دیواری میں پروان چڑھے اور زندگی کی آخری سانسیں لے رہے ہیں۔ ان پر عورتوں کی نظر زیادہ ہے کہ انہیں قریب سے دیکھنے کا موقع ملتا ہے اور اسکی اچھائیوں اور برائیوں سے ان ہی کی زندگی متاثر بھی ہوتی ہے۔"[۶]

ان ناولوں میں مشرق و مغربی تہذیب کا تصادم بھی دکھائی دیتا ہے۔ مٹتا ہوا جاگیر دارانہ نظام بھی نظر آتا ہے۔ اکبری بیگم کے ناول بھی اس ابتدائی دور میں خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ گل دستہ ءمحبت، عفت نسواں، شعلہ ءپنہاں اور گودڑ کا لال جو سب سے زیادہ مشہور ہوا اور لڑکیوں کو جہیز میں دیا جانے لگا۔ یہ ناول سات سو اٹھائیس صفحات پر مشتمل ہے اور نہایت ترقی یافتہ خیالات کا اظہار ہوتا ہے۔ پردے کی سخت پابندی کے خلاف احتجاج ملتا ہے اور لڑکیوں کیلئے مخلوط تعلیم کا تصور بھی پہلی بار ملتا ہے۔ اسکی ہیروئن ثریا جبیں لڑکوں کے ساتھ ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کرتی ہے۔ معاشرتی اصلاح پر مبنی اس ناول میں چھوٹے چھوٹے مسائل پر قلم اٹھایا گیا ہے۔ اس وقت کے اعلیٰ اور متوسط طبقے کے مسلمانوں معاشرے اور عورتوں کی زندگی کے تمام اہم پہلوؤں کا احاطہ کیا گیا ہے، معاشرے کی چھوٹی چھوٹی برائیوں پر توجہ دی گئی ہے جو گھر خاندان اور معاشرے کو تباہ کر دیتی ہیں۔ تعلیم کے ساتھ تربیت پر زور دیا ہے۔ کثرت ازدواج کے مسئلے کو قرآن وحدیث کی روشنی میں پیش کیا ہے۔ شادی بیاہ کی فضول رسموں کی بھی مذمت کی گئی ہے۔ ناول کی زبان سادہ ہے جو ترسیل اور ابلاغ کا کام دیتی ہے۔ صغرا ہمایوں نے چودہ ناول لکھے جن میں سوہنی، زہرا اور سرگزشت ہاجرہ بہت مشہور ہوئے۔ صغرا ہمایوں عورتوں کی تعلیم وتربیت کو سب سے اہم گردانتی تھیں۔

تراب علی سدید کا ناول بیاض سحر میں بدلتے ہوئے ہندوستان کی زندگی کی عکاسی ہے۔ یہ ناول بھی مقصدی اور اصلاحی ہے۔ لڑکیوں کی تعلیم، آزادی رائے، تعلیم وتربیت اور فضول رسومات کی بیخ کنی جیسے موضوعات

ہیں۔ ان کا لب ولہجہ آسان اور اثر آفرین ہے انہوں نے توحید، رسالت، انبیاء کرام اور مسلم تہذیب و تمدن کے ساتھ ہندو عقائد کو بھی پیش کیا ہے جو ان کی مذہبی وسیع النظری کو ظاہر کرتے ہیں۔ فاطمہ بیگم کے صبر کا پھل، کرنی کا پھل، وفائے مغرب، لالچ کا شکار اور غیرت کی پتلی اصلاحی نقطہ نظر کے حامل یہ ناول حقیقت پسندانہ فکر کو ابھارتے ہیں۔ یہ ناول اس دور کی خواتین کے لکھے ہوئے ہیں جو سماجی

(۳)

پابندیوں میں رہنے کی وجہ سے مردوں کی طرح مشاہدہ اور تجربہ نہیں رکھتی تھیں لیکن جب انہوں نے ناول لکھے تو بھرپور استعداد کا مظاہرہ کیا۔ نذر سجاد حیدر آزادی نسواں کی علم بردار کے طور پر نظر آتی ہیں۔ انہوں نے دنیائے نسائیت کو نئی فضا سے آشنا کیا۔ اصلاحی روشن خیالی ان ناولوں کا اہم جز ہے۔ جس کے ذریعے انہوں نے مسلم معاشرے کی خواتین کو جہالت اور گمراہی سے باہر نکالنے کی کوشش کی۔ انہوں‌نے اپنے ناولوں کے ذریعے معاشرے میں عورت کی حیثیت اور اس کی اہمیت کو باور کرایا۔ ان کے ناولوں نے خواتین کی شعوری بیداری میں اہم حصہ لیا۔ ان کے ناولوں میں اختر النساء(۱۹۱۰ء) ، جاں باز (۱۹۳۵ء)، آہ مظلوماں (۱۹۱۴ء)، ثریا(۱۹۳۰ء)، نجمہ (۱۹۳۹ء) شامل ہیں۔

ان کے ناولوں میں عورتوں کی فلاح و بہبود اور معاشی ترقی کا بھی واضح رجحان محسوس ہوتا ہے۔ انہوں نے جدید زندگی اور اس کے متعلقات کو ناول کا حصہ بنایا۔ ان کے ناول بہت مقبول ہوئے۔ ان ناولوں نے عورتوں میں رائج بہت سے توہمات، فرسودہ خیالات اور بے ہودہ رسوم رواج کو ختم کرنے اور حقائق زندگی کو اپنانے کا سلیقہ پیدا کیا۔ علمی، تہذیبی اور معاشرتی سطح پر ان کے ناول ان کے پختہ شعوراور وسعت نظری کا روشن ثبوت ہیں۔

ان کے ناول اس وقت کے ہندوستان کے عکاس ہیں جب مغرب کے اثرات ہندوستانی تہذیب، معاشرت اور اخلاق پر بھرپور طریقے سے اثر انداز ہو رہے تھے۔ وہ بھی بدلتے ہوئے حالات کو سمجھ رہی تھیں اور اس خیال کی حامی تھیں کہ بدلتے ہوئے وقت کی نزاکت کو سمجھنااور اس کے تقاضوں کے مطابق زندگی گزارنی چاہئے وہ قدیم و جدید اقدار کی ہم آہنگی چاہتی تھیں۔ ان کے ناولوں میں مغربی اثرات واضح نظر آتے ہیں، وہ مستقبل کے روشن امکانات کو بھی مد نظر رکھتی تھیں۔ وہ ناولوں کے ذریعہ طبقہ نسواں کے شعور کو بیدار کرنا چاہتی تھیں۔ علامہ راشد الخیری لکھتے ہیں:

"اگر یہ بحث چھڑے کہ خود عورتوں میں کس نے سب سے پہلے اپنی جنس کی مظلومیت

اور بے چارگی پر آنسو بہائے اور ان کے شرعی حقوق کے حصول کی انتھک کوشش کی۔
عظیم المرتبت بلند پایہ لکھنے والیوں میں اردو کی کون سے مصنفہ ہے جس کی ساٹھ برس کی تحریروں میں کتنا ہی تلاش کیا جائے مشرقی شرافت کے خلاف کوئی ایسا لفظ نہ نکلے گا جس سے نسوانی وقار مجروح ہو تو ان سوالوں کے جواب میں صرف ایک نام لیا جائے گا نذر سجاد حیدر کا۔(۷)

بحیثیت مجموعی اس ابتدائی دور کی ناول نگار خواتین کے صاف ستھرے مقصدی اور اصلاحی نوعیت کے یہ ناول اپنے عہد کی ہو بہو معاشرتی تصویر کشی کرتے ہیں۔ ان ناول نگار خواتین نے مشرقی تہذیب کو ترک کر کے مغربی تہذیب کو اپنانے کا پرچار نہیں کیا بلکہ ایک درمیانی راستہ اختیار کیا مٹتی ہوئی تہذیبی قدریں اور معاشرتی اقدار ان ناولوں میں منعکس ہوتی ہیں۔ سرسید تحریک کی حقیقت پسندی کو ان خواتین نے بہتر طور پر سمجھا اور زبان کے سادہ و سلیس انداز کو عام کرنے میں اپنا کردار ادا کیا۔ ان میں خلوص اور سادگی نظر آتی ہے۔ تخیلی افسانوں اور داستانوی عشق و رومان کی فضا کا جس میں گذر نہیں۔ یہ ناول کے فن کے تمام عناصر مثلاً کردار نگاری، واقعہ نگاری، بیان کی دل کشی اور زبان کے اعتبار سے ایک منفرد انداز رکھتے ہیں۔ سرسید احمد خان چاہتے تھے کہ جو بات دل سے نکلے وہ دل میں اترے۔ یہی بات ان ابتدائی خواتین ناول نگاروں کے ناولوں میں موجود ہے۔ اخلاقیات کا خیال رکھا گیا ہے۔ کسی قسم کا ابتذال نہیں۔ تہذیب کا رچاؤ، معاشرت کا سبھاؤ، زبان کی شیرینی اور اسلوب کی پاکیزگی ہے۔ سادہ نویسی سرسید کے اسلوب کی تقلید کی بدولت ہے۔ جو کام سرسید نے اپنے رسالے تہذیب الاخلاق سے لیا وہی ان خواتین نے اپنے ناولوں سے لیا۔ ڈاکٹر نیلم فرزانہ ان ناولوں کے حوالے سے لکھتی ہیں:

"زبان کی سطح پر بھی خواتین کے ناول کم تر نہیں ہیں۔ جابجا خطابت اور واعظانہ انداز تحریر سے قطع نظر ان کی زبان میں کسی طرح کا ضعف نہیں ہے۔ ان کی زبان صاف ستھری، ترقی یافتہ ادبی زبان ہے، جبکہ خواتین کے ناولوں کا یہ امتیازی وصف ہے کہ انہوں نے خالص گھریلو الفاظ اور خواتین کے روزمرہ اور محاروں کو نہایت خوبی سے استعمال کیا ہے۔"(۸)

ابتدائی خواتین ناول نگاروں نے ادب اور زندگی کے رشتے کو سمجھا اور ادب کے ذریعہ زندگی میں اصلاح کی کوششیں کیں۔ ان ناولوں میں مقصدیت اور عقلیت کی فضا ملتی ہے۔ جذباتیت نہیں اور سرسید احمد خان ادب کو

انہی خطوط پر استوار کرنا چاہتے تھے۔ سرسید تحریک کے مقاصد اور سادہ و سلیس نثر کی پیروی کر کے ان ناول نگار خواتین نے اسے ایک شجر سایہ دار بنا دیا۔

حوالہ جات

۱۔ ابۃ الباری (مقالہ) اردو کی ناول نگار خواتین پنجاب یونیورسٹی ، بحوالہ ڈاکٹر جاوید اختر اردو کی ناول نگار خواتین ، سنگ میل پبلی کیشنز ،لاہور ۱۹۹۷ ص ۱۲

۲۔ بحوالہ ڈاکٹر سلیم اختر ، اردو ادب کی مختصر ترین تاریخ، سنگ میل پبلی کیشنز ،لاہور۔۲۰۰۲ ء ص ۱۱۴

۳۔ ڈاکٹر مظفر اقبال ،بہار میں اردو نثر کا ارتقاء، ص ۳۰۰۔۳۰۱

۴۔ رشید ۃالنساء ،اصلاح النساء ،روشن خیال کراچی ، ۲۰۰۰۔ص ۴۷

۵۔ رشیدۃ النساء، اصلاح النساء۔روشن خیال کراچی ، ۲۰۰۰۔ص ٦٦

٦۔ ڈاکٹر وقار عظیم ،عورتوں کے ناول ،ماہ نامہ عصمت ، جولائی ۱۹۵۸۔ص ۳۱٦

۷۔ علامہ رازق الخیری ،رسالہ عصمت کراچی، دسمبر ۱۹۴۷۔ص ۵۲

۸۔ ڈاکٹر نیلم فرزانہ، اردو کی خواتین ناول نگار، فکشن ہاؤس لاہور ۱۹۹۲۔ص ۳۲